علم وحکمت کے موتی سورہ ٔ یوسف کی روشنی میں

نوید احمد

☆ تعارفی نکات :

- اِس سورہ ٔ مبارکہ کا نام ''یوسف'' اِس لیے ہے کہ اِس کے ۱۲ رکوعوں میں سے ۱۱ رکوعوں میں حضرت یوسفؑ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔
- حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ مجموعی طور پر حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس بیٹے پہلی بیوی سے تھے اور دو بیٹے دوسری بیوی سے۔ یہ بیٹے اور اُن کی اولادیں بنو اسرائیل کہلاتی ہیں۔ حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائی بنیامین حضرت یعقوبؑ کی دوسری بیوی سے تھے اور عمر میں دس سوتیلے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔
- سوتیلے بھائی حضرت یوسفؑ سے حسد کرتے تھے جس کی تفصیل اِس سورۃ کے بیان شدہ واقعہ میں آئی ہے۔
- یہ سورہ ٔ مبارکہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اِس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہود نے قریشِ مکہ کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کا امتحان لینے کے لیے سوال پوچھا کہ بنو اسرائیل کا فلسطین کے علاقے کنعان سے مصر کی طرف ہجرت کا سبب کیا تھا؟ اہلِ عرب اِس سوال کے جواب سے ناواقف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سوال کا جواب اِس سورہ ٔ مبارکہ میں عطا فرما کر نبی اکرم ﷺ کو امتحان میں سرخرو کیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔
- قرآنِ حکیم میں واقعات کے بیان کا مقصد محض داستان گوئی نہیں بلکہ بندوں کے لیے عبرت و موعظت اور علم وحکمت کا حصول ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ قرآنِ حکیم واقعات کی جزوی تفاصیل سے صرفِ نظر کر کے اُنہیں چند مناظر کی صورت میں بیان کر کے دلچسپ بنا دیتا ہے۔ آیئے سورہ ٔ یوسف پر آیت بہ آیت تدبر کر کے سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کا واقعہ کن مناظر کے تحت بیان کیا ہے اور اِس واقعہ میں علم حکمت کے کون کون سے موتی عطا فرمائے ہیں۔

دلکش تمہید .... آیات ۱ تا ۳

الٓرٰ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۱﴾

''الٓر۔ یہ واضح کتاب کی آیات ہیں''۔

1- قرآنِ حکیم میں پانچ سورتوں یعنی سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ ابراہیم اور سورہ ٔ حجر کا آغاز الٓر سے ہوتا ہے۔ اِن سورتوں میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ اِن سب میں انبیاء کرامؑ کے واقعات کا بیان ہے۔

2- قرآنِ حکیم فلسفیانہ اسلوب کی کتاب نہیں جسے سمجھنے کے لیے پہلے فلسفہ کا کچھ بنیادی علم سیکھنا اور اصطلاحات کا جاننا ضروری ہو۔ اِس کا اسلوب دو اور دو چار کی طرح سادہ اور عام فہم ہے۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲﴾

''بے شک ہم نے اُس کو نازل کیا ہے قرآنِ عربی کی صورت میں تا کہ تم اُسے سمجھ سکو''۔

3- اِس آیت کی تفسیر میں ابن کثیرؒ نے کیا خوب لکھا ہے :

اُنۡزِلَ اَشۡرَفُ الۡكُتُبِ بِاَشۡرَفِ اللُّغَاتِ عَلٰى اَشۡرَفِ الرُّسُلِ بِسِفَارَةِ اَشۡرَفِ الۡمَلٰئِكَةِ وَ كَانَ ذٰلِكَ فِىۡ اَشۡرَفِ بِقَاعِ الۡاَرۡضِ وَ اِبۡتِدَاءُ

اِنْزَالِهٖ فِیْ اَشْرَفِ الشُّھُوْرِ السَّنَةِ وَ ھُوَ رَمَضَانُ فَکَمِلَ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ

''نازل کی گئی سب سے عزت والی کتاب، سب سے عزت والی زبان میں، سب سے عزت والے رسول ﷺ پر، سب سے عزت والے فرشتوں کے ذریعہ، زمین کے سب سے عزت والے حصہ میں اور اُس کے نزول کی ابتدا ہوئی سال کے سب سے عزت والے مہینے یعنی رمضان میں، پس یہ کتاب کامل ہوئی ہر اعتبار سے''۔

4- کلام متکلم کی صفت اور اُس کے کمالات کا عکاس ہوتا ہے۔قرآنِ حکیم اللہ کا کلام ہے اور اُس کی صفاتِ عالیہ کا مظہر ہے۔جس طرح اللہ کی ذات کی معرفت ہمارے حواس کی سرحدوں سے ماوراء یعنی بہت بلند ہے اِسی طرح اللہ کی صفات کو بھی سمجھنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ اپنے کلام کو زبانِ عربی کی صورت میں نازل فرمایا تاکہ ہم اِسے سمجھ سکیں۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ ﺻﻠﮯ وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۳﴾

''اے نبی ﷺ ہم سناتے ہیں آپ ﷺ کو بہترین پیرائے میں جیسا کہ ہم نے آپ ﷺ پر وحی کیا یہ قرآن اور اِس سے پہلے آپ ﷺ نہ جاننے والوں میں سے تھے''۔

5- صرف اللہ ہی ہے جس کا علم ذاتی، قدیم اور لامحدود ہے۔انبیاء کرام کا علم عطائی، حادث اور محدود ہوتا ہے۔

پہلا منظر .... آیات ۴ تا ۶

حضرت یوسفؑ ایک سچا خواب دیکھتے ہیں

اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ﴿۴﴾

''یاد کرو جبکہ حضرت یوسفؑ نے کہا تھا اپنے والد سے، کہ بے شک اے ابا جان میں دیکھتا ہوں گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو، کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں''۔

6- بعض لوگ سچے خوابوں پر یقین نہیں رکھتے۔یہ آیت سچے خواب نظر آنے کے لیے ایک دلیل ہے قرآنِ حکیم میں سے۔

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاکَ عَلٰٓی اِخْوَتِکَ فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا ط اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۵﴾

''حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ اے میرے بچے! اپنے اِس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی چال چلیں گے، بے شک شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے''۔

7- حاسد کو حسد کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔

8- کسی کی طرف سے نقصان کے اندیشہ سے آگاہ کرنا غیبت نہیں ہے۔

9- حضرت یعقوبؑ نے موردِ الزام حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کو نہیں بلکہ اصل مجرم شیطان کو ٹھہرایا۔

وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَآ اَتَمَّھَا عَلٰٓی اَبَوَیْکَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ ط اِنَّ رَبَّکَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۶﴾

''اِسی طرح سے اے یوسفؑ تیرا رب تجھے چن لے گا اور تجھے سکھائے گا باتوں کی تہہ تک پہنچنے کا علم یا خوابوں کی تعبیر اور تجھ پر اپنی نعمت کو پورا کر دے گا اور آلِ یعقوبؑ پر جیسا کہ اُس نے اپنی نعمت کو پورا کیا تھا اِس سے پہلے تیرے آباؤ اجداد یعنی ابرہیمؑ اور اسحاقؑ پر۔بے شک تیرا رب سب کچھ جاننے والا اور کمالِ حکمت والا ہے''۔

10 - اللہ تعالیٰ سچے خوابوں کے ذریعہ مستقبل کے واقعات سے آگاہی عطافرماتا ہے۔

11 - فضل اللہ ہی کا ہے اور جو ملے گا اللہ ہی کی طرف سے ملے گا۔

12 - عاجزی وانکساری کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنا نام نہیں لیا۔

13 - حسنِ ادب کی تعلیم۔حضرت یعقوبؑ نے آباءکرام کے پہلو بہ پہلو اپنا ذکر نہیں کیا۔

دوسرا منظر .... آیات ۷تا۱۰

برادرانِ یوسفؑ کی دشمنی کا آغاز

لَقَدۡ کَانَ فِیۡ یُوۡسُفَ وَاِخۡوَتِہٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ ﴿۷﴾

''یقیناً یوسفؑ اوراُن کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں''۔

14 - نشانیوں سے مراد یہ ہے واقعاتِ کنعان ومصر،اب مکہ ومدینہ میں دہرائے جائیں گے:

☆ جس طرح برادرانِ یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ سے حسد کرتے ہوئے دشمنی کی، اِسی طرح یہود نبی اکرمﷺ سے دشمنی کررہے ہیں حالانکہ دونوں حضرت اسمٰعیلؑ کی ذریت میں سے ہیں۔

☆ جس طرح برادرانِ یوسفؑ نے حضرت یوسفؑ کے خلاف سازش کی اوراُنہیں چندروز کنوئیں میں رہنا پڑا،اِسی طرح قریش نے نبی اکرمﷺ کے قتل کی سازش کی اور آپﷺ کوتین روز غارِثور میں محصور رہنا پڑا۔

☆ پھرآپﷺ کوبھی جلاوطنی میں ویسا ہی عروج واقتدارنصیب ہواجیسا عروج واقتدارحضرت یوسفؑ کوحاصل ہواتھا۔

☆ پھرمصر کے پایہ تخت میں برادرانِ یوسفؑ نے آخری حاضری کے موقع پرانتہائی عجزودرماندگی کی حالت میں حضرت یوسفؑ کے سامنے ہاتھ پھیلاکرکہا :

وَتَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ ﴿﴾

''ہم پرصدقہ کیجئے،اللہ صدقہ کرنے والوں کواجردیتا ہے''۔

حضرت یوسفؑ نے انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجوداُنہیں معاف کردیااورفرمایا :

لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ ؕ یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَکُمۡ ۫ وَہُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿﴾

''آج تم پرکوئی گرفت نہیں،اللہ تمہیں معاف کرے،وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کررحم کرنے والا ہے''۔

اِسی طرح فتح مکہ کے موقع پرشکست خوردہ قریش سرنگوں کھڑے ہوئے تھے اورآپﷺ کے حق میں کہہ رہے تھے :

اَخٌ کَرِیۡمٌ ابۡنُ اَخٍ کَرِیۡمٍ

''آپ ایک عالی ظرف بھائی ہیں،اورایک عالی ظرف بھائی کے بیٹے ہیں''۔

آپﷺ اُن کے ایک ایک ظلم کابدلہ لینے پرقادرتھےلیکن آپﷺ نے فرمایا :

فَاِنِّیۡ اَقُوۡلُ لَکُمۡ کَمَا قَالَ یُوۡسُفُ لِاِ خۡوَتِہٖ، لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ، اِذۡھَبُوۡا ، اِذۡھَبُوۡا فَاَنۡتُمُ الطُّلَقَاءُ

''پس بے شک میں تمہیں وہی جواب دیتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کودیا تھا کہ آج تم پرکوئی گرفت نہیں،جاؤ،جاؤ پس تم آزاد ہو''۔

اِذۡ قَالُوۡا لَیُوۡسُفُ وَاَخُوۡہُ اَحَبُّ اِلٰۤی اَبِیۡنَا مِنَّا وَنَحۡنُ عُصۡبَۃٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنِ ﴿۸﴾ اقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ اَوِ اطۡرَحُوۡہُ اَرۡضًا

يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾

''جب اُن کے بھائیوں نے کہا یقیناً یوسف اور اُس کا بھائی (بنیامین) ہمارے والد کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں، جبکہ ہم ایک جتھا ہیں۔ بے شک ہمارے والد کھلی خطا پر ہیں۔ قتل کردو یوسفؑ کو یا اُن کو کسی جنگل میں جا کر پھینک آؤ، تاکہ تمہارے والد کی توجہ تمہارے لیے خالص ہوجائے اور اِس کے بعد تم ہوجانا نیک''۔

15- شیطان ہمیشہ الٹی پٹی پڑھاتا ہے۔ جو شے کھو جائے اُس کی فکر انسان کو زیادہ لاحق ہوجاتی ہے۔

16- شیطان کا وار ہے کہ وہ انسان کو سجھاتا ہے کہ فی الحال تو گناہ کرلو بعد میں توبہ کرلینا اور نیک ہوجانا۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

''کہا اُن میں سے ایک کہنے والے نے، دیکھو یوسفؑ کو قتل نہ کرو اور اُس کو کسی اندھے کنویں میں ڈال دو، لے جائے گا اُسے اٹھا کر وہاں سے کوئی قافلہ، اگر تم کچھ کرنا ہی چاہتے ہو''۔

تیسرا منظر .... آیات ۱۱ تا ۱۵

برادرانِ یوسفؑ کا حضرت یوسفؑ کے خلاف اقدام

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

''اُنہوں نے کہا اے ابا جان! آپ یوسفؑ کے حوالے سے ہم پر اعتماد نہیں کرتے اور یقیناً ہم اُس کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ آپ اُسے ہمارے ساتھ کل بھیجئے وہ کچھ کھا پی لے گا اور کچھ کھیل لے گا اور ہم اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

17- بچوں کو جائز سیر وسفر کے لیے بھیجا جاسکتا ہے ورنہ حضرت یعقوبؑ کے سامنے اُن کے بیٹے ایسی خواہش کا اظہار نہ کرتے۔

قَالَ اِنِّىْ لَيَحْزُنُنِىْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

''حضرت یعقوبؑ نے فرمایا کہ بے شک یہ اندیشہ مجھے غمگین کرتا ہے کہ تم اُسے لے جاؤ اور پھر میں ڈرتا ہوں کہ اُسے بھیڑیا کھا جائے گا جبکہ تم اُس سے غافل ہو''۔

18- حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کے بھائیوں پر اُن کے حسد کے حوالے سے کسی خدشہ کا اظہار نہیں فرمایا تاکہ اُن کی دشمنی مزید نہ بڑھ جائے۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

''اُنہوں نے کہا اگر اُسے بھیڑیا کھا جائے جب کہ ہم ایک جتھا ہیں، پھر تو ہم بڑے خسارے میں چلے گئے۔ جب وہ اُسے لے گئے اور اِس بات پر متفق ہوگئے کہ اُسے کسی اندھے کنویں میں ڈال دیں تو ہم نے اُسے وحی کیا کہ تم ضرور اُن کو اُن کی یہ حرکت یاد دلاؤ گے، جبکہ اُنہیں (ہمارے وحی کرنے کی) خبر نہیں تھی''۔

19- الطافِ رحمانی کی مثال، بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کو ویران کنویں میں گرا کر اسبابِ ظاہری اور وسائلِ دنیوی کا خاتمہ کرنا چاہا لیکن اُسی وقت رحمتِ ربانی جوش میں آئی اور حضرت یوسفؑ کی شرفِ وحی بخش کر سہارا دیا گیا اور اُن کی دلجوئی کی گئی۔

20- ایجازِ کلام کا نمونہ، لَتُنَبِّئَنَّهُمْ کے ایک لفظ کے اندر کتنے معنی سمو دیئے گئے ہیں یعنی حضرت یوسفؑ نجات پائیں گے، اعلیٰ منزلت کو پہنچیں گے، اُن کے بھائی

اُن کے سامنے عاجز ہو کر پیش ہوں گے اور وہ اُنہیں اُن کے حاسدانہ فعل سے آگاہ کریں گے۔

چوتھا منظر .... آیات ۱۶ تا ۱۸

برادرانِ یوسفؑ کا حضرت یعقوبؑ کے سامنے جھوٹا بیان

وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور وہ اپنے والد کے پاس آئے عشاء کے وقت روتے ہوئے''۔

21- جھوٹ چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ بھائی رات میں والد صاحب کے پاس آئے تا کہ چہرے پر جھوٹ کی سیاہی رات کی تاریکی میں ظاہر نہ ہو۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾

''اُنہوں نے کہا اے ہمارے ابا جان! ہم دوڑ رہے تھے، ایک دوسرے سے آگے نکل رہے تھے اور ہم نے یوسفؑ کو اپنے ساز و سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا تو اُن کو کھا گیا بھیڑیا اور آپ تو ہماری بات مانیں گے بھی نہیں، خواہ ہم کتنے ہی سچے ہوں''۔

22- جھوٹے شخص کو اپنے جھوٹے ہونے کی وجہ سے خود شبہ ہوتا ہے کہ کیا اُس کی بات پر یقین کیا جائے گا؟ اِسی لیے بھائیوں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ تو ہماری بات مانیں گے ہی نہیں۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

''اور وہ اُن کے کرتے پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے تھے، حضرت یعقوبؑ نے کہا نہیں بلکہ یہ بات تمہارے جیوں نے گھڑی ہے، اور اب تو ہے ہی خوبصورت صبر، اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جس سے میں مدد مانگتا ہوں اُس جھوٹ پر جو تم نے گھڑا ہے''۔

23- حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کی بات کو اِس لیے جھوٹ سمجھا کہ بھیڑیا درندگی کی علامت ہے۔ وہ اتنا مہذب کیسے ہو سکتا ہے کہ پہلے بچہ کا کرتا اتارے اور پھر اُس کو کھائے؟

24- حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کی بات کو اِس لیے بھی تسلیم نہیں کیا کہ اُنہیں حضرت یوسفؑ کا خواب معلوم تھا اور خواب کی تاویل یہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ اپنی زندگی میں حضرت یوسفؑ کو شاندار منصبِ دنیوی و عروجِ دینی پر دیکھ لیں گے۔

25- صبرِ جمیل کہ کوئی جزع و فزع نہیں، کوئی گریبان کا چاک کرنا یا سر میں خاک ڈالنا نہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے کوئی شکوہ شکایت یا سوءِ ظن نہیں۔

26- مصائب کا مقابلہ کرنے کے دو ذرائع ہیں۔ صبرِ جمیل اور اللہ سے طلبِ استعانت۔

پانچواں منظر .... آیات ۱۹ تا ۲۰

حضرت یوسفؑ کا مصر میں فروخت ہونا

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

''اور آیا ایک قافلہ، پھر اُنہوں نے اپنے پانی بھرنے والے کو بھیجا، پھر اُس نے اپنا ڈھول کنویں کے اندر لٹکایا۔ اُس نے پکار کر کہا بشارت ہو یہاں تو ایک لڑکا ہے اور اُنہوں نے اُسے ایک سرمایہ کے طور پر چھپا لیا اور اللہ جانتا تھا جو کچھ کہ وہ کر رہے تھے۔ اُور انہوں نے بہت کم قیمت میں یعنی چند درہم کے عوض اُسے بیچ دیا، اور وہ ہوئے اِس معاملہ میں کم پر راضی ہونے والے''۔

چھٹا منظر .... آیات ۲۱ تا ۲۲

حضرت یوسفؑ کا عزیزِ مصر کے ہاں اکرام اور سرفرازیِ نبوت

وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِىْ مَثْوٰهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

''اور اپنی بیوی سے کہا اُس نے جس نے اُسے (یوسفؑ کو) خریدا تھا مصر میں کہ اِسے عزت کا مقام دو، ممکن ہے یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اِسے بیٹا بنا لیں۔ اور اِس طرح سے ہم نے یوسفؑ کو زمین میں جگہ دی، تا کہ ہم اُس کو سکھائیں باتوں کی تہہ تک پہنچنا اور اللہ اپنے معاملے پر پوری طرح سے غالب ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر جانتے نہیں ہیں''۔

27- اللہ اپنے معاملہ پر غالب ہے یعنی وہ شر میں سے خیر نکال لیتا ہے جیسے حضرت یوسفؑ کو اندھے کنویں میں ڈالا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مصر کے ایک بڑے منصب دار کے گھر پہنچا دیا۔ اللہ کی قدرت سے بظاہر چھوٹے چھوٹے واقعات، بڑی بڑی تبدیلیوں کی تمہید بن جاتے ہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

''جب حضرت یوسفؑ اپنی پختگی کو پہنچے، تو ہم نے اُنہیں فیصلے کرنے کی صلاحیت اور علم دیا اور نیکو کاروں کو ہم اِسی طرح سے جزا دیا کرتے ہیں''۔

28- علم وحکمت نیک سیرت لوگوں کو ہی عطا کیا جاتا ہے۔ یہاں اِس سے مراد ہے حضرت یوسفؑ کا منصبِ نبوت پر فائز ہونا۔

ساتواں منظر .... آیات ۲۳ تا ۲۴

حضرت یوسفؑ کو دعوتِ گناہ اور آپؑ کا کمالِ عصمت

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

''اور اُن کے جی کو مائل کیا گناہ کی طرف اُس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھے اور اُس عورت نے سارے دروازے بند کر دیئے اور کہا جلدی کرو۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اللہ کی پناہ، وہ میرا آقا ہے جس نے مجھے بہت عمدہ مقام دیا ہے اور ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے''۔

29- اِس آیت کے مضمون میں منہ بولا بیٹا بنانے کی خباثت بیان کی جا رہی ہے۔ منہ بولا بیٹا بنانا ایک گستاخانہ فعل ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کا بیٹا لے کر اُسے اپنا بیٹا

بناتا ہے وہ قدرت کو منہ چڑاتا ہے کہ دیکھ اگر تو نے مجھے بیٹا نہیں دیا تو کیا ہوا، میں نے تو بیٹا لے ہی لیا۔ اگر چہ منہ بولا بیٹا بنانے والوں کی نیت خواہ کتنی ہی اچھی ہو لیکن جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے جھوٹ کے والدین اور فرزند میں دوری نمایاں ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ رسم جو ایک دن خوشی خوشی منائی گئی تھی بالآخر وہ ایک ایسا کڑوا پھل ثابت ہوتی ہے جو حلق میں جا کر اٹک جاتا ہے، نہ نگلا جاتا اور نہ ہی اگلا۔ عزیز مصر، حضرت یوسفؑ کو بیٹا بنانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن چند سال بعد جب حضرت یوسفؑ کی جوانی ابھر جاتی ہے تو منہ بولی ماں اُن پر فدا ہونے لگتی ہے۔ اصلیت اور بناوٹ میں یہی تو فرق ہے۔ حقیقی ماں اپنے بچے کے ساتھ ایسا نہیں کرسکتی۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ

’’جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا کہا، حالانکہ وہ جانتا ہو
کہ وہ شخص اِس کا باپ نہیں ہے، اُس پر جنت حرام ہے‘‘۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

30- اگر کسی شخص کے کسی فعلِ بد کا ذکر ضروری ہو، تو جہاں تک ممکن ہو نام لیے بغیر کنایہ وغیرہ سے کام لینا چاہیئے۔ اَلَّتِیْ ھُوَ فِیْ بَیْتِھَا سے مراد اِمْرَاۃُ الْعَزِیْز یعنی عزیز مصر کی بیوی ہے لیکن اللہ نے نام لیے بغیر ذکر کر کے اُس عورت کی پردہ پوشی فرمائی۔

31- حضرت یوسفؑ نے اِس موقع کو بھی تبلیغ کے لیے استعمال کیا اور تین حکمت کی باتیں ارشاد فرمائیں یعنی مَعَاذَ اللّٰهِ، اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اور اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

32- مَعَاذَ اللّٰهِ کے الفاظ میں سبق ہے کہ گناہ سے بچنے کے لیے اللہ ہی کی پناہ میں آنا چاہیئے۔

33- اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ کے الفاظ احسان مندی کا تقاضا واضح کر رہے ہیں کہ محسن کے ساتھ خیانت نہ کی جائے۔

34- اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ زانی ناکام و نامراد ہونے والا ایسا ظالم ہے جو ظلم کرتا ہے اپنی ذات، اپنے خاندان، ایک عورت، عورت کے شوہر، عورت کے قرابت داروں، مولود اور پورے ملک و قوم پر۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾

’’وہ عورت یوسفؑ کی طرف مائل ہوئی اور وہ بھی اُس عورت کی طرف مائل ہو جاتے اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی طرف سے ایک دلیل۔ اِسی طرح ہم نے دور کر دیا اُن سے برائی اور بے حیائی کو۔ بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے‘‘۔

35- رب کی برہان سے مراد حضرت یوسفؑ کا وہ وعظ بھی ہوسکتا ہے جو زنا کی برائی پر اُنہوں نے بیان فرمایا (یعنی مَعَاذَ اللّٰهِ ، اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اور اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) کیونکہ انبیاءِ کرامؑ کی تعلیم و تلقین منجانب اللہ ہوتی ہے۔

36- انبیاءِ کرامؑ ہر وقت اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں یعنی اللہ اپنی کسی برہان کے ذریعہ اُنہیں معصیت سے بچا لیتا ہے۔

آٹھواں منظر .... آیات ۲۵ تا ۲۹

حضرت یوسفؑ پر تہمت اور قدرت کی طرف سے آپؑ کی مدافعت

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾

’’وہ دونوں دوڑے دروازے کی طرف اور اُس عورت نے کھینچ کر پھاڑ دیا یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں نے پایا اُس عورت کے شوہر کو دروازے کے

پاس۔ اُس عورت نے (اپنے شوہر سے) کہا کیا سزا ہے اُس کی جو تیرے گھر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے، سوائے اِس کے کہ اُسے قید کر دیا جائے یا درد ناک عذاب دیا جائے''۔

37- دروازے کی طرف دونوں دوڑے تیزی سے۔ عورت دروازہ کو بند رکھنے کے لیے اور حضرت یوسفؑ کھولنے کے لیے۔ حضرت یوسفؑ کا پیچھے سے کرتا پھٹ جانا اِس بات کا مظہر ہے کہ آپؑ زیادہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑے ہوں گے۔

38- عورت کی ہوشیاری دیکھئے یہ نہیں کہا کہ ''میرے ساتھ'' بلکہ کہا ہے کہ ''تیرے اہل کے ساتھ'' تاکہ شوہر کا غصہ تیز ہو جائے اور وہ سمجھ جائے کہ عورت کی عزت در اصل شوہر کی عزت ہوتی ہے۔

39- اِس عورت کا طرزِ عمل اُن فاسقوں کے لیے سخت عبرت ہے جو پرائی عورت کی محبت یا وفاداری کے قائل ہوتے ہیں۔ ایک طرف عورت کا وہ شوقِ وصال کہ خود دروازے بند کئے، خود اپنی زبان سے گناہ کی دعوت دی اور جب حضرت یوسفؑ بھاگ چلے تو خود حویلی کے آخری دروازہ تک تعاقب کیا اور دوسری طرف ایسی پلٹی کہ شوہر کو دیکھا تو خود فریادی بن گئی اور خود ہی شوہر کو قید خانہ یا تازیانہ کی سزا بھی تجویز کر دی۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾

''یوسفؑ نے فرمایا اِس نے میرے جی کو گناہ کی طرف مائل کیا اور گواہی دی اُس عورت کے رشتہ داروں میں سے ایک گواہ نے، اگر یوسفؑ کا کرتہ پھٹا ہوا ہے سامنے سے، تو اُس عورت نے سچ کہا اور یوسفؑ جھوٹوں میں سے ہیں اور اگر اُن کا کرتہ پھٹا ہوا ہے پیچھے سے، تو اُس عورت نے جھوٹ کہا اور یوسفؑ سچوں میں سے ہیں''۔

40- اپنے بے قصور ہونے کی صفائی پیش کرنا جائز ہے اور یہ کوئی تقویٰ نہیں کہ خاموش رہ کر نا کردہ گناہ اپنے سر لے لیا جائے۔

41- حضرت یوسفؑ کا حلم و برداشت دیکھئے۔ جواب دہی کے لیے صرف اتنے ہی الفاظ کا استعمال کیا جو نہایت ضروری تھے اور تہمت لگانے والی پر غصہ کا اظہار نہیں کیا۔

42- گواہ چونکہ عورت کے رشتہ داروں میں سے تھا لہٰذا عورت کا حمایتی تھا۔ عورت نے فریاد کی تھی لہٰذا ہونا یہ چاہیئے تھا کہ عورت کے لباس اور جسم کو دیکھا جاتا اور نشاناتِ تشدد کی تلاش کی جاتی لیکن گواہ نے کمالِ ہوشیاری سے عورت کے خالی بیان ہی کو مان کر حضرت یوسفؑ پر صفائی کا بار ڈال دیا۔

43- جب شہادتِ واقعہ موجود نہ ہو، تب قرائن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مجرم کوئی نہ کوئی نشان چھوڑ ہی جاتا ہے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

''جب اُس عورت کے شوہر نے دیکھا کرتے کو کہ وہ پھٹا ہوا ہے پیچھے سے تو کہا اے عورتو! یہ تمہارے فریبوں میں سے ہے، بے شک تمہارے فریب بہت بڑے ہوتے ہیں''۔

44- اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ سے سب عورتوں کی مذمت بیان کرنا درست نہیں۔ یہ ارشادِ ربانی نہیں بلکہ ایک ایسے مرد کا قول ہے جو اپنی عزت کے خوف سے اپنی بیوی کے قصور کو دبانا چاہتا ہے اور اپنی بیوی کو الزام دیتے ہوئے صرف قصوروار ہی کو ملزم نہیں ٹھہراتا بلکہ خواتین کی کل جنس ہی کو مطعون ٹھہرا دیتا ہے۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْبِكِ ۚ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ﴿۲۹﴾

''اے یوسفؑ اِس معاملے سے تم درگزر کرو، اور اے خاتون تم اپنے گناہ کی بخشش مانگو، یقیناً تم ہی خطا کرنے والوں میں سے ہو''۔

نواں منظر .... آیات ۳۰ تا ۳۲

مصر کی عورتوں کا جال اور حضرت یوسفؑ کی پاکبازی

وَقَالَ نِسۡوَةٌ فِی الۡمَدِیۡنَةِ امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنۡ نَّفۡسِهٖ ۚ قَدۡ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰهَا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾

''اور شہر میں عورتوں نے کہا کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے مائل کیا اپنے نوجوان خادم کے جی کو گناہ پر۔ وہ تو چھا گیا ہے اُس پر محبت کے اعتبار سے۔ بے شک ہم تو اِس (عورت) کو دیکھتے ہیں کھلی گمراہی میں''۔

45- اخلاقی گراوٹ کی پستی کہ مصر کی عورتوں کو عزیز کی بیوی کی زنا کی خواہش پر اعتراض نہ تھا بلکہ اُن کا طعن یہ تھا کہ اتنی امیر ہو کر اپنے خادم پر کیوں مرتی ہے؟

فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَیۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ سِكِّیۡنًا وَّقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَیۡهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ ۫ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیۡمٌ ﴿۳۱﴾

''جب عزیزِ مصر کی بیوی نے عورتوں کی یہ الزام تراشیاں سنیں، اُس نے اُن سب کو بلا بھیجا اور اُن کے لیے ایک فرشی دعوت کا اہتمام کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں چھری دے دی اور کہا یوسفؑ سے کہ اُن کے سامنے سے گزرو، جب اُن عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو اُن کو بہت بڑا پایا اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ (جان بوجھ کر) اور کہا اللہ کی پناہ! یہ انسان نہیں ہے، یہ نہیں ہے مگر ایک باعزت فرشتہ''۔

46- ہر عورت نے جان بوجھ کر اپنا ہاتھ زخمی کیا تاکہ حضرت یوسفؑ اُس کی طرف متوجہ ہوں۔

47- نبیؑ کے کردار کی پاکیزگی کا یہ عالم کہ فرشتہ صفت انسان یعنی سفلی خواہشات سے ایسے دور جیسے انسان نہیں کوئی فرشتہ ہو۔

قَالَتۡ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیۡ لُمۡتُنَّنِیۡ فِیۡهِ ؕ وَلَقَدۡ رَاوَدۡتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ فَاسۡتَعۡصَمَ ؕ وَلَئِنۡ لَّمۡ یَفۡعَلۡ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسۡجَنَنَّ وَلَیَكُوۡنًا مِّنَ الصّٰغِرِیۡنَ ﴿۳۲﴾

''کہا عزیزِ مصر کی بیوی نے یہ ہے وہ جس کے بارے میں تم مجھے طعنہ دے رہی تھیں اور ہاں میں نے اُس کے جی کو گناہ کی طرف مائل کیا لیکن وہ بچا رہا اور اگر اُس نے وہ کچھ نہ کیا جس کا میں اُس کو حکم دے رہی ہوں، تو ضرور اُسے قید خانے میں جانا ہوگا اور وہ ہو جائے گا بے عزت لوگوں میں سے''۔

48- حضرت یوسفؑ کی پاکیزگی اور تقوی کی دلیل کہ عزیزِ مصر کی بیوی نے گناہ کی طرف مائل کرنے کا اعتراف کیا اور حضرت یوسفؑ کی پاکیزگی کی گواہی دی۔

49- عزیزِ مصر کی بیوی کی طرف سے یوسفؑ کے لیے دھمکی ظاہر کر رہی ہے کہ جس چاہت اور محبت کی بنیاد نفسانی خواہش پر ہوتی ہے وہ برف کی طرح ناپائیدار ہوتی ہے۔ جس محبت کی بنیاد ''خیرِ محض'' ہوتی ہے وہ انتہائی مستحکم ہوتی ہے۔

دسواں منظر .... آیات ۳۳ تا ۳۵

حضرت یوسفؑ کا مصیبت کو گناہ پر ترجیح دینا

قَالَ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡهِ ۚ وَاِلَّا تَصۡرِفۡ عَنِّیۡ كَیۡدَهُنَّ اَصۡبُ اِلَیۡهِنَّ وَاَكُنۡ مِّنَ الۡجٰهِلِیۡنَ ﴿۳۳﴾

''اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اُس گناہ سے کہ جس کی طرف یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو نے مجھ سے اُن کا یہ فریب دور نہ کیا تو میں تو اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں ہو جاؤں گا جاہلوں میں سے''۔

50- ایک طرف اخلاقی پستی کا یہ عالم کہ اب صرف عزیزِ مصر کی بیوی ہی نہیں دیگر بیگمات بھی حضرت یوسفؑ کو دعوتِ گناہ دے رہی ہیں اور دوسری طرف عفت و حیا کی یہ بلندی کہ اللہ کا بندہ کمالِ استقامت کے ساتھ پاکیزگی پر ڈٹا ہوا ہے۔

51- نیکی کی سعادت اور بدی سے بچنے کی نعمت اللہ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔ حضرت یوسفؑ کی عاجزی وانکساری کہ گناہ سے بچنے کے لیے اُن کو اپنی ہمت وصلاحیت پر ذرا بھی اعتماد نہیں، بھروسہ اور سہارا ہے تو صرف اللہ ہی کی ذات پر۔

52- گناہ سے بچنے کے لیے بہترین تدبیر ہے رجوع الی اللہ۔

53- حضرت یوسفؑ نے گناہ پر مصیبت کو ترجیح دی۔ جب گناہ سے بچنے کے لیے کوئی راہ باقی نہ رہے بجز اس کے کہ سخت مصیبت برداشت کی جائے، تب اہل ایمان کے لیے عزیمت کی راہ یہی ہے کہ مصیبت کو کشادہ پیشانی سے اختیار کر لیں مگر گناہ کا ارتکاب نہ کریں۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

''پس قبول فرمایا اُن کے رب نے اُن کی دعا کو، پھر دور کر دیا اُن سے عورتوں کا فریب۔
بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا''۔

54- اللہ کے بندے، اللہ سے دعا کر کے کبھی بھی محروم نہیں رہتے :

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر کرتے ہیں خطاب آخر

55- بندے کی فریاد کو سننے اور اُس کی تکلیف کو جاننے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾

''پھر اُن عورتوں کے شوہروں کو یہی سمجھ میں آیا، جب اُنہوں نے چند علامات دیکھیں، کہ یوسفؑ کو قید کر دیا جائے، ایک مدت تک کے لیے''۔

56- مصر کے مردوں میں اتنی شرم وحیا تھی کہ جب اپنی خواتین کو قابو نہ کر سکے تو فیصلہ کیا کہ حضرت یوسفؑ کو ہی قید کر دو۔

گیارھواں منظر .... آیات ۳۶ تا ۴۲

حضرت یوسفؑ کا قید خانہ کا وعظ

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّىْۤ اَرٰىنِىْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْۤ اَرٰىنِىْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِىْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ

نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

''اور داخل ہوئے اُن کے ساتھ قید خانے میں دو نوجوان، اُن میں سے ایک نے کہا کہ بے شک میں دیکھتا ہوں خود کو خواب میں کہ میں (پھلوں میں سے) شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا بے شک میں دیکھتا ہوں خود کو خواب میں کہ میں اپنے سر پر روٹیوں کا ایک برتن اٹھا رہا ہوں اور پرندے اُس میں سے کھا رہے ہیں۔ ہمیں اِن خوابوں کی تعبیر بتا دیجیے۔ بے شک ہم آپ کو نیکو کاروں میں سے دیکھتے ہیں''۔

57- سچا خواب کسی کافر کو بھی آسکتا ہے۔

58- حضرت یوسفؑ قید خانہ میں ذاتی کردار کی ساکھ قائم کر چکے تھے جس کا قیدیوں نے اعتراف کیا۔ یہ ہے کسی بھی داعی اور واعظ کا اوّلین وصف۔

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

''حضرت یوسفؑ نے فرمایا نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو کہ تم کھاتے ہو، مگر میں تمہیں خواب کی تعبیر بتا دوں گا، اِس سے پہلے کہ وہ کھانا تمہارے پاس آئے۔ یہ علم اصل میں اُس علم میں سے ہے جو کہ سکھایا ہے مجھے میرے رب نے۔ بے شک میں نے راستہ ترک کر دیا اُس قوم کا جو کہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتی اور وہ لوگ آخرت کا بھی انکار کرنے والے ہیں''۔

59- تبلیغ خاصانِ خدا کا شیوہ ہے۔ وہ تبلیغ اور دعوتِ اسلام سے نہیں چوکتے۔ مناسب موقع کے منتظر ہوتے ہیں۔ جہاں کہیں اور جب کبھی اُن کو کسی ایک شخص کے سمجھانے کا بھی موقع مل جاتا ہے تو اِس موقع کو ضائع نہیں جانے دیتے۔ حضرت یوسفؑ کی زندگی میں یہ وصف عالی جوہر آبدار کی طرح آشکار ہے اور یہ دوسرا موقع ہے کہ اُنہوں نے عین موقع پر زبان کو تبلیغ کے لیے کھولا۔

60- حکمتِ دعوت کہ پہلے سے بتا دیا کہ زیادہ وقت نہ لوں گا تا کہ مخاطبین وعظ ونصیحت سے نہ اکتائیں اور دلجمعی کے ساتھ پاس بیٹھ کر سنتے رہیں۔

61- حضرت یوسفؑ نے بڑی حکمت سے بات کا رُخ اپنی دعوت کی طرف موڑا یعنی فرمایا کہ میں تمہیں خواب کی تعبیر تو بتاؤں گا لیکن پہلے یہ جان لو کہ اِس علم کا ماخذ کیا ہے جس کی بنا پر میں تعبیر بتا رہا ہوں؟

62- داعی کو اپنی عاجزی اور کم علمی کا اظہار اور اللہ کی بڑائی کا بیان کر کے بات شروع کرنی چاہیئے۔

63- مستقبل کی خبریں بتانا کسی انسان کی اپنی صفت نہیں ہو سکتی ہے۔ صاف سمجھا دیا گیا کہ تعبیر اللہ نے مجھے بتائی ہے اور اب میں تمہیں بتا دوں گا۔

64- حضرت یوسفؑ نے اللہ اور آخرت پر ایمان کا اعلان فرمایا۔ نبی پیدائشی مومن ہوتا ہے لہٰذا یہاں مراد ہے کہ شعوری طور پر ایسے لوگوں کو چھوڑا جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

65- پہلے کفر کے ترک کرنے کا ذکر کیا کیونکہ جب تک کوئی شخص کفر وشرک کو ترک نہ کرے گا، تب تک توحیدِ خالص کی دولت حاصل نہ کر سکے گا۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور میں نے پیروی کی اپنے آباؤ اجداد یعنی ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے راستے کی۔ ہمارے لیے ہرگز جائز نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں۔ یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر اور تمام لوگوں پر، لیکن لوگوں کی اکثریت شکر نہیں کرتی''۔

66- آباؤ اجداد کی پیروی غلط نہیں اگر وہ توحید پر قائم ہوں۔

67- دعوت میں اوّلین ذکر کیا شرک کی نفی اور توحید کے اثبات کا۔

68- عقیدہ ٔ توحید بیان کرتے ہوئے انبیاءِ کرامؑ کا حوالہ اس بات کا مظہر ہے کہ اقرارِ توحید کے ساتھ شہادتِ نبوت بھی ضروری ہے، ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

69- توحید کا عقیدہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ در در پر سر جھکانے، اسباب کے خوف اور دوسروں کی خوشامد و چاپلوسی کی ذلت سے بچاتا ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

70- انسانوں کی اکثریت ہر دور میں ناشکری اور نعمتوں کی ناقدری کی روش اختیار کرتی ہے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾

''اے میرے قیدخانے کے ساتھیو! کیا جدا جدا بہت سارے رب بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو پوری طرح سے غالب ہے''۔

71- ''اے میرے قیدخانہ کے ساتھیو'' کہہ کر بلانا اِس بات کا مظہر ہے کہ مخاطبین کو اپنائیت سے مخاطب کرنا بھی حکمت دعوت ہے۔

72- سوالیہ اسلوب بات سمجھانے کے لیے مؤثر ہوتا ہے اور مخاطب کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ‌ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ‌ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۰﴾

''تم عبادت نہیں کرتے اللہ کے سوا مگر چند ناموں کی، جو کہ رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے، جس کے لیے اللہ نے کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی، فیصلے کا اختیار صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے، اُس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم کسی کی عبادت نہیں کرو گے سوائے اُس کے، یہی ہے بالکل سیدھا دین، لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں ہے''۔

73- دعوت کے دوران مخاطب کی غلطی واضح کرنا ضروری ہے تا کہ اصلاح ہو سکے۔

74- ہر دور میں کچھ من گھڑت معبود تراش لیے جاتے ہیں اور اُنہیں خودساختہ نام دے دیے جاتے ہیں۔

75- دعوتِ توحید کا نمایاں ترین پہلو کہ حاکمیت یعنی فیصلہ کا اختیار صرف اللہ کے لیے ہے۔

76- دعوتِ عمل کا نمایاں ترین مظہر کہ صرف اللہ کی عبادت یعنی محبت کے ساتھ کلی اطاعت کی جائے۔ یہی ہر نبیؑ کی پکار تھی اور یہی انسانوں اور جنوں کا مقصدِ تخلیق ہے۔ سورہ ذاریات آیت ۵۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ﴿﴾

''میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں''۔

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

77- تین آیات میں انتہائی جامع دعوت کا نمونہ سامنے آ گیا۔ مختصر الفاظ میں دعوتِ ایمان، دعوتِ عمل اور دعوت کے جملہ آداب کا بیان۔

يٰصَاحِبَىِ السِّجۡنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسۡقِىۡ رَبَّهٗ خَمۡرًا‌ ۚ وَاَمَّا الۡاٰخَرُ فَيُصۡلَبُ فَتَاۡكُلُ الطَّيۡرُ مِنۡ رَّاۡسِهٖ‌ ؕ قُضِىَ الۡاَمۡرُ الَّذِىۡ فِيۡهِ تَسۡتَفۡتِيٰنِ ﴿۴۱﴾

''اے میرے قیدخانے کے ساتھیوں! تم میں سے جو ایک ہے وہ اپنے آقا کو پلائے گا شراب اور جو دوسرا ہے تو وہ صلیب پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اُس کے سر میں سے کھائیں گے اور فیصلہ سنا دیا گیا اُس بارے میں جو تم دونوں پوچھ رہے تھے''۔

78- مخاطب کی دل شکنی سے اعراض کرنا چاہیئے۔ حضرت یوسفؑ نے یہ نہیں کیا کہ ایک سے کہتے کہ تم ساقی بنو گے اور دوسرے سے کہتے کہ تمہیں صلیب دی جائے گی کیونکہ اِس سے صلیب پانے والے کو صدمہ ہوتا اور اُس کی دل شکنی ہوتی۔

وَقَالَ لِلَّذِىۡ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنۡهُمَا اذۡكُرۡنِىۡ عِنۡدَ رَبِّكَ فَاَنۡسٰٮهُ الشَّيۡطٰنُ ذِكۡرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِى السِّجۡنِ بِضۡعَ سِنِيۡنَ ﴿۴۲﴾

''اور یوسفؑ نے فرمایا اُس سے جس کے بارے میں اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ اُن دونوں میں سے بری ہو جائے گا، میرا ذکر کرنا اپنے آقا کے سامنے تو شیطان نے بھلا دیا آقا کے پاس یوسفؑ کا ذکر کرنا۔ پھر یوسفؑ رہے قیدخانے میں چند برس تک''۔

79- جب کسی شخص کو اپنے جائز نفع یا کسی نقصان سے بچنے کا کوئی موقعہ ہاتھ لگے تو اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ توکل کے معنی ترکِ تدبیر نہیں ہیں۔ اہلِ توکل وہ ہیں جو اسباب و تدابیر کرتے ہیں مگر اُن پر اعتماد نہیں کرتے۔ اُن کا اعتماد اور وثوق و اطمینان قلب و سکینہ تو مسبب الاسباب ہی پر ہوا کرتا ہے۔

80- شیطان کام کی بات بھلا دیتا ہے۔

81- بھول بظاہر شر تھا لیکن اِس میں سے ایک خیر نکلا۔ بھول نہ ہوتی تو حضرت یوسفؑ ساقی اور بادشاہ کے احسان مند ہوتے۔ بعد میں صورت یہ بنی کہ ساقی اور بادشاہ کو حضرت یوسفؑ کا ممنون ہونا پڑا۔

بارھواں منظر .... آیات ۴۳ تا ۴۵

بادشاہ کا خواب دیکھنا

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍؕ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾

''اور کہا بادشاہ نے! میں دیکھتا ہوں خواب میں سات موٹی گائیں کھا جاتی ہیں اُن کو سات دبلی گائیں اور سات بالیاں ہیں سبز اور سات دوسری ہیں خشک۔ اے میرے درباروالو! مجھے بتاؤ میرے خواب کی تعبیر اگر تم لوگ خوابوں کی تعبیر بتانا جانتے ہو۔ درباریوں نے کہا یہ تو ہیں پریشان خواب اور ہم اس طرح کے پریشان خوابوں کی تعبیر بتانا نہیں جانتے''۔

82- اکثر درباری باصلاحیت نہیں ہوتے اور وہ خوشامد اور چاپلوسی کے ذریعہ بادشاہوں کا قرب حاصل کر لیتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

''اور کہا اُس نے جو دو قیدیوں میں سے بری ہو گیا تھا اور یاد آیا اُسے (یوسفؑ کا معاملہ) ایک مدت بعد، میں تمہیں بتاؤں گا اِس خواب کی تعبیر پس مجھے جانے دو''۔

83- اکثر درباری دوسروں کی قابلیت اور محنت سے فائدہ اٹھاتے اور اُن کی کمائی سے اپنے لیے عزت اور منفعت چاہتے ہیں۔

تیرھواں منظر .... آیات ۴۶ تا ۴۹

حضرت یوسفؑ کا خواب کی تعبیر بتانا

یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَی النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

''اے یوسفؑ! اے سچے انسان! ہمیں تعبیر بتاؤ سات موٹی گائیں کھا جاتی ہیں اُن کو سات دبلی گائیں اور سات بالیاں ہیں سبز اور سات دوسری ہیں خشک، تا کہ میں لوگوں کے پاس لوٹوں، تا کہ وہ جان سکیں''۔

84- حضرت یوسفؑ کو صدیق کہا۔ سچائی نبی کا وصفِ خاص اور اُس کی شخصیت کا جزوِ لازم ہے۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًاۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

''یوسفؑ نے فرمایا سات سال تک تم زراعت کروگے خوب جم کر۔ تو جو بھی تم فصل اتارو پس اُس کے دانوں کو اُن کے خوشوں ہی میں رہنے دینا سوائے تھوڑے سے دانوں کے جن میں سے تم کھاؤ گے''۔

85- حضرت یوسفؑ کے اعلیٰ اخلاق و مروت کا مظہر، ساقی سے وعدہ وفا نہ کرنے کا شکوہ تک نہیں کیا اور نہ ہی دوبارہ بادشاہ سے شکایت کرنے کا کہا، اِس لیے کہ آزمائے ہوئے کو کیا آزمانا!

86- فضولیات سے اِس قدر پرہیز کہ حضرت یوسفؑ یہ سوال تک نہیں کرتے کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے؟ بلکہ فوراً خواب کی تعبیر بتانا شروع کر دیتے ہیں۔

87- معلوم ہوا کہ اگر دانوں کو اُن کے خوشوں میں رہنے دیا جائے تو وہ محفوظ رہتے ہیں۔

ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

''پھر اِس کے بعد سات سال آئیں گے بڑے سخت قحط والے اور وہ کھا جائیں جو کچھ کہ تم نے اُن کے لیے بچا کر رکھا ہے سوائے تھوڑے سے دانوں کے جن میں سے تم بو گے۔ پھر اِس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی اور وہ اُس میں رس نچوڑیں گے''۔

88- حضرت یوسفؑ نے خواب کے ذریعہ دکھایا جانے والا مسئلہ بھی بتایا اور اُس کا حل بھی سکھایا تا کہ خلقِ خدا کو تکلیف سے بچایا جا سکے۔

89- بادشاہ کے خواب میں تو پندرہویں سال کی بابت کوئی اشارہ نہ تھا۔ مگر وحی کی بنیاد پر بشارت دی کہ کثرت سے پھل ہوں گے کہ اُنہیں نچوڑ کر شراب بھی بنائی جائے گی اور میوہ جات کے رس بھی کشید کیے جائیں گے۔ جو سال ایسا شاداب ہو کہ اُس میں میوہ جات اور روغن دار اشیاء کی کثرت ہو، اُس میں اناج بھی بکثرت ہوا کرتا ہے۔

90- اللہ کبر! راضی برضائے رب کی صفت کتنی نمایاں ہے۔ ذاتی آرام سے کتنی بے اعتنائی ہے اور عوام کے ساتھ کس قدر دل سوزی و محبت و ہمدردی ہے کہ آئندہ آنے والے قحطِ سخت کے متعلق تدبیر بھی بتلاتے ہیں اور ایک ارزانی والے زمانہ کی بشارت سے اُنہیں شاد کام بھی فرما دیتے ہیں اور ذاتِ خاص کے متعلق کچھ بھی نہیں کہتے۔

چودھواں منظر .... آیت ۵۰

بادشاہ کا طلب کرنا اور حضرت یوسفؑ کا انکار

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿٥٠﴾

''اور کہا بادشاہ نے اُسے میرے پاس لے کر آؤ۔ جب حضرت یوسفؑ کے پاس بادشاہ کا ایلچی آیا، اُنہوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے آقا کے پاس پھر اُس سے پوچھو کہ کیا معاملہ ہے اُن عورتوں کا کہ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ اور بے شک میرا رب اُن کی چالوں کو خوب جانتا ہے''۔

91- صبر و سکون کی اعلیٰ شان، حضرت یوسفؑ نے قید خانہ سے نکلنے میں کوئی جلدی نہیں۔

92- اہمیت نیک نامی کی ہے لہٰذا پہلے معاملہ کی تحقیق ہو تا کہ کردار کی پاکیزگی ثابت ہو جائے اور یوسفؑ کا بے قصور ہونا واضح ہو جائے۔ کسی شبہ یا بدگمانی کا داغ لے کر رہا ہونا اُنہیں قبول نہ تھا۔

93- احسان مندی اور چشم پوشی کا یہ عالم ہے کہ محسن کی بیوی کے ظلم و ستم کا ذکر تو کیا اُس کا علیحدہ سے نام بھی نہیں لیتے۔

94- حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ تمہارے آقا کو علم ہونا ہو اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِہِنَّ عَلِیۡمٌ ...... بے شک میرا رب اُن عورتوں کے مکروفریب سے خوب واقف ہے۔

پندرھواں منظر .... آیات ۵۱تا۵۳

دربارِشاہی میں حضرت یوسفؑ پر تہمت کی تحقیق

قَالَ مَا خَطۡبُکُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ عَنۡ نَّفۡسِہٖ ؕ قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡہِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ الۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ

الۡحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدۡتُّہٗ عَنۡ نَّفۡسِہٖ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۵۱﴾

’’بادشاہ نے عورتوں سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے جبکہ تم نے یوسفؑ کے جی کو گناہ پر مائل کیا؟ اُنہوں نے کہا کہ اللہ کی پناہ! ہم نے یوسفؑ کے اندر کوئی بھی بری بات نہیں دیکھی۔ کہا عزیزِ مصر کی بیوی نے، اب جب کہ حق واضح ہو چکا تھا، ہاں! میں نے اُس کے جی کو گناہ کی طرف مائل کیا اور یقیناً وہ سچوں میں سے ہے‘‘۔

95- نیک بندوں پر لاکھ تہمتیں لگائی جائیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عصمت کی حفاظت اور صداقت کے اعتراف کی صورت پیدا فرماہی دیتا ہے۔

ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ وَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۲﴾

’’میں یہ بات اِس لیے بتا رہی ہوں کہ میرا شوہر جان لے کہ میں نے اُس کے پیچھے کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کی چالوں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا‘‘۔

96- یہ عزیز کی بیوی کے بیان کا تسلسل ہے۔ یہ رائے درست محسوس نہیں ہوتی کہ یہ حضرت یوسفؑ کا بیان ہے۔ حضرت یوسفؑ ابھی قید خانے میں ہیں۔ ابھی دربارِ شاہی میں آئے ہی نہیں کہ اُن کا بیان ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایسی حکیمانہ اور پاکیزہ گفتگو کیسے کر سکتی ہے؟ دراصل یہ یوسفؑ کے اعلیٰ کردار کا اثر ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی کی سوچ کا رخ ہی بدل گیا اور اب وہ بھی معرفت کی باتیں کر رہی ہے۔

97- خیانت سے بچو اِس لیے کہ خیانت کرنے والوں کا ظلم ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

وَمَاۤ اُبَرِّیٴُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ

اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾

’’اور میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی، بے شک نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے سوائے اُس کے کہ جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے‘‘۔

98- عزیزِ مصر کی بیوی نے اعترافِ گناہ کے ساتھ عذرِ گناہ بھی بیان کر دیا کہ یہ نفس کی شرارت ہے کہ وہ بدی ہی پر اکساتا ہے۔

99- نفس کی شرارتوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ نفس نام ہے شہوت اور غضب کے مجموعہ کا اور جہاں یہ دو بلائیں جمع ہوں وہاں کیا ہوگا؟ ہر قسم کی بدی کی تحریک اور ہر طرح کی برائی کا شوق واقدام جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے خلاف عزیزِ مصر کی بیوی کے نفس نے کیا :

نفسِ ما ہم کم تر از فرعون نیست
لیک اُو را عون ایں را عون نیست

100- نفس کی شرارت سے صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ مسنون دعا ہے :

اَللّٰھُمَّ رَحۡمَتَکَ اَرۡجُوۡ فَلَا تَکِلۡنِیۡ اِلٰی نَفۡسِیۡ طَرۡفَۃَ عَیۡنٍ، وَاَصۡلِحۡ لِیۡ شَاۡنِیۡ کُلَّہٗ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ (ابوداؤد)

اے اللہ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے پلک جھپکنے کے دوران بھی نفس کے حوالے نہ فرما۔ میرے ہر معاملے کی اصلاح فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ آمین!

101- اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ میں حضرت یوسفؑ کی طرف مخفی اشارہ ہے۔

سولھواں منظر .... آیات ۵۴ تا ۵۷

دربارِ شاہی میں حضرت یوسفؑ کی آمد اور نائب السلطنت مقرر ہونا

وَقَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِہٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡہُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ قَالَ اِنَّکَ الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَکِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾

''بادشاہ نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لے آؤ، میں اُن کو خاص کرلوں گا اپنے لیے۔ پس جب بادشاہ نے یوسفؑ سے گفتگو کی، کہا بے شک آج سے تم میرے ہاں ایک معتبر مقام کے حامل ہو''۔

102- جب ایک دنیوی بادشاہ کی آرزو یہ ہے کہ اُس کا وزیر یا مصاحب خالص اُسی کا بن کر رہے تو اُس شہنشاہِ حقیقی کو کس قدر زیادہ حق ہے کہ وہ انسان کو صرف اپنا ہی بندہ دیکھنا چاہتا ہے۔

قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾

''یوسفؑ نے کہا کہ آپ مجھے زمین کے خزانوں پر ذمہ داری دے دیں، بے شک میں نگرانی کرنے والا بھی ہوں اور صاحبِ علم بھی ہوں''۔

103- حضرت یوسفؑ نے آنے والے خوفناک قحط میں اپنے حسنِ انتظام سے عوام کی خبر گیری و بہبود اور ریاست کے وسائل کی حفاظت کے لئے خود کو ایک ذمہ داری کے لئے پیش کیا۔ معلوم ہوا کہ خلقِ خدا کے مفاد میں یا اُن کو کسی نقصان سے بچانے کے لیے خود کو کسی ذمہ داری کے لیے پیش کرنا اور اِس حوالے سے اپنے کسی وصف یا صلاحیت سے آگاہ کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص ازخود منصب طلب کرے گا تو اُس کا بار اُسی کے کندھوں پر ڈال دیا جائے گا یعنی اللہ اُس کی مدد نہیں فرمائے گا۔ یہ اُس وقت ہے جب منصب طلب کرنا محض نفس پروری اور جاہ پسندی کی وجہ سے ہو۔

104- ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے حفیظ ہونا اِس لیے ضروری ہے تاکہ دولت و وسائل کی پوری حفاظت ہو اور علیم ہونا اِس لیے ضروری ہے آمد و خرچ کے ذرائع، حساب کتاب اور ضروری و غیر ضروری اخراجات میں فرق سے مکمل واقفیت ہو۔

105- اِس آیت سے ثابت ہوا کہ حضرت یوسفؑ نبی تھے رسول نہیں تھے۔ اگر رسول ہوتے تو بادشاہ کی ماتحتی میں کوئی منصب قبول نہ کرتے بلکہ بادشاہ کو دعوت دیتے کہ اللہ کی عبادت کرو اور میری اطاعت کرو۔

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوۡسُفَ فِی الۡاَرۡضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنۡہَا حَیۡثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۶﴾

''اِسی طرح ہم نے یوسفؑ کو زمین میں ٹھکانہ دیا، وہ جہاں چاہتے جا بستے۔ ہم اپنی رحمت پہنچاتے ہیں جس کو ہم چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے نیکوں کاروں کے اجر کو''۔

106- اللہ اپنی رحمت جس کو چاہے عطا فرمائے لیکن وہ نیک لوگوں کو اپنی رحمت سے ضرور نوازتا ہے۔

وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ﴿۵۷﴾

''اور آخرت کا بدلہ ہے اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور وہ اللہ کی نافرمانیوں

سے بچتے رہتے ہیں''۔

107- دنیوی حکومت واقتدار کو نیکی کا اصل اجر نہیں سمجھنا چاہیئے ۔اصل اور مطلوب اجر تو آخرت کا ہے جو بہتر بھی ہے اور دائمی بھی لیکن یہ عطا کیا جائے گا ایسے مومنوں کو جو متقی بھی ہوں۔

سترھواں منظر .... آیات ۵۸ تا ۶۲

برادرانِ یوسفؑ کی مصر آمد

وَجَآءَ اِخۡوَةُ يُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ﴿۵۸﴾

''اور آئے یوسفؑ کے بھائی اور اُن کے سامنے پیش ہوئے ،تو یوسفؑ نے اُن کو پہچان لیا لیکن وہ نہ ہوئے یوسفؑ کو پہچاننے والے''۔

108- حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کو پہچان تو لیا لیکن اُن کے اخلاق کی بلندی دیکھئے کہ کسی انتقامی جذبہ کا اظہار تک نہیں کیا۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ائۡتُوۡنِىۡ بِاَخٍ لَّكُمۡ مِّنۡ اَبِيۡكُمۡ‌ۚ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّىۡۤ اُوۡفِى الۡكَيۡلَ وَاَنَا خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِىۡ بِهٖ فَلَا كَيۡلَ لَكُمۡ عِنۡدِىۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوۡنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتۡيٰنِهِ اجۡعَلُوۡا بِضَاعَتَهُمۡ فِىۡ رِحَالِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَعۡرِفُوۡنَهَاۤ اِذَا انۡقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۶۲﴾

''اور جب یوسفؑ نے اُن کا راشن تیار کرا دیا،تو اُن سے کہا کہ اپنے (گیارہویں) بھائی کو بھی اپنے والد کے پاس سے میرے پاس لے کر آنا،کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں ناپ پورا پورا دیتا ہوں،اور میں بہترین مہمان نوازی کرنے والا ہوں۔ پھر اگر تم اپنے بھائی کو میرے پاس نہیں لائے تو تمہیں میرے پاس سے کوئی راشن نہیں ملے گا،اور تم میرے پاس مت آنا۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم اپنے والد کو عنقریب اُس کے بارے میں آمادہ کریں گے اور یقیناً ہم ایسا کر ہی لیں گے۔اور یوسفؑ نے اپنے خادموں سے کہا کہ جو قیمت وہ لے کر آئے ہیں،اُسے اُن کے تھیلوں میں واپس ڈال دو، تاکہ وہ اُسے پہچان لیں،جب وہ لوٹیں اپنے گھر والوں کی طرف اور شاید کہ وہ پھر پلٹ کر آئیں''۔

109-صلہ رحمی اور احسان کہ حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کی ادا کردہ غلہ کی قیمت واپس کر دی اور حقیقی بھائی کو بلانے کی عمدہ تدبیر بھی کر دی۔ ممکن ہے قیمت اپنے پاس سے ادا کر دی ہو یا بادشاہ کی طرف سے اُنہیں غلہ ہبہ یا صدقہ کرنے کا کچھ ثواب دیدی اختیار دیا گیا ہو۔

اٹھارھواں منظر .... آیات ۶۳ تا ۶۷

برادرانِ یوسفؑ کی کنعان واپسی

فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰٓى اَبِيۡهِمۡ قَالُوۡا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡكَيۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكۡتَلۡ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴿۶۳﴾

''اور جب وہ لوٹے اپنے والد کی طرف،اُنہوں نے کہا کہ اے ابا جان! ہم سے روک دیا گیا ہے راشن،تو بھیجئے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو،تاکہ ہم راشن لائیں اور بے شک ہم اُس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

110-کوئی بات منوانے کے لئے حاصل ہونے والی کامیابی سے پہلے آنے والے خدشہ سے آگاہ کرنا مفید رہتا ہے۔

قَالَ هَلۡ اٰمَنُكُمۡ عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰٓى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا‌ ۖ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۶۴﴾

''حضرت یعقوبؑ نے کہا کیا میں تم پر اسی طرح سے اعتماد کروں،جیسے کہ میں اِس سے پہلے اِس کے بھائی کے بارے میں تم پر اعتبار کر چکا ہوں؟ اور اللہ تعالیٰ ہی

بہترین حفاظت فرمانے والا ہے اور وہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے''۔

111- اولاد کی غلطیوں کے باوجود اُن کی تربیت کے لیے قطع تعلق نہیں کرنا چاہیئے۔

112- غلطی کرنے والے کو اُس کی غلطی سے آگاہ کیا جائے تاکہ آئندہ کے لیے اصلاح ہو۔

113- اصل بھروسہ اللہ ہی پر ہونا چاہیئے نہ کہ کسی کی یقین دہانی یا عہد پر۔

114- حضرت یعقوبؑ کے جواب سے جھوٹ کی برائی ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی ایک بار جھوٹ بول دے تو آئندہ کے لیے اُس کا اعتبار ختم ہو جاتا ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ قَالُوْا يَاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿٦٦﴾

''اور جب اُنہوں نے اپنا سامان کھولا، دیکھا کہ اُن کی ادا کردہ قیمت اُنہیں لوٹا دی گئی ہے، پکار اُٹھے اے ہمارے ابا جان! ہمیں اور کیا چاہیئے؟ دیکھئے یہ ہے ہماری ادا کردہ قیمت جو ہمیں لوٹا دی گئی ہے، اور اب ہم گھر والوں کے لیے راشن لے کر آئیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے، اور ہم اپنے بھائی کا اضافی راشن بھی لائیں گے، یہ راشن لانا تو بہت آسان ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا! میں ہرگز اُسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا، یہاں تک کہ تم اللہ کی طرف سے مجھ سے عہد کرو کہ تم ضرور اُسے واپس لے کر آؤ گے، سوائے اِس کے تم سب کے سب ہی گھیر لیے جاؤ، تو جب اُنہوں نے اپنے والد کے سامنے عہد کیا اِس پر یعقوبؑ نے فرمایا کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اللہ اِس پر ضامن ہے''۔

115- کسی سے عہد لیتے ہوئے ممکن استثناء کی گنجائش ہمیشہ رکھنی چاہیئے۔

116- اللہ کو اپنے ہر معاملہ میں ضامن بنانا چاہیئے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٦٧﴾

''یعقوبؑ نے کہا اے میرے بچو! تم ایک دروازے سے مت داخل ہونا، اور تم داخل ہونا جدا جدا دروازوں سے، اور میں تمہیں اللہ کے کسی فیصلہ سے بچا نہیں سکتا، کیونکہ فیصلہ کا اختیار اللہ ہی کے لیے ہے، میں خود بھی اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں، اور چاہیئے کہ توکل کرنے والے بھی اُسی پر بھروسہ کیا کریں''۔

117- نظر بد کے اثرات ہوتے ہیں اور اُن سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہیئے۔

118- تدبیر کرنا انبیاء کرامؑ کی سنت ہے، لیکن ہوتا وہی ہے جو تقدیر میں ہے۔ بقول شاعر:

دیکھ فانی وہ تیری تدبیر کی میت نہ ہو
اِک جنازہ جا رہا ہے دوش پہ تقدیر کے

119- توکل صرف اللہ کی ذات پر ہو نہ کہ تدبیر اور اسباب پر۔ حضرت یعقوبؑ نے تدبیر اور توکل کے درمیان توازن کی عمدہ مثال پیش فرمائی۔

انیسواں منظر .... آیات ۶۸ تا ۷۹

برادرانِ یوسفؑ کی دوبارہ مصر آمد

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِىْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِىْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

''جب وہ (مصر شہر میں) داخل ہوئے اُسی طریقے پر جیسے کہ اُن کو اُن کے والد نے حکم دیا تھا، اُن کے والد اُنہیں اللہ کے کسی فیصلے سے بچا نہیں سکتے تھے، یہ صرف احتیاط تھی جو کہ حضرت یعقوبؑ کے جی میں تھی اور اُنہوں نے اُسے پورا کیا، اور یقیناً حضرت یعقوبؑ بڑے صاحب علم تھے، اُس علم کی بنیاد پر جو کہ ہم نے اُنہیں دیا تھا، لیکن لوگوں کی اکثریت جانتی نہیں ہے''۔

120- والدین کی ہدایات اولاد کی خیر خواہی کے لیے ہوتی ہیں اور اُن پر امکانی حد تک عمل کرنا چاہیئے۔

121- علم صرف اللہ دیتا ہے اور انبیاء کرامؑ کا علم بھی اللہ ہی کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّىْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾

''اور جب وہ یوسفؑ کے سامنے پیش ہوئے، تو یوسفؑ نے اپنے پاس مقام دیا اپنے بھائی کو، اُس سے کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں، اب غم نہ کرو اُس پر جو اِس سے پہلے یہ کرتے رہے ہیں۔ جب حضرت یوسفؑ نے اُن کا سامان تیار کرادیا تو اُنہوں نے پیالہ (راشن ناپنے کا پیمانہ) اپنے بھائی کے تھیلے میں رکھ دیا، پھر پکارا ایک پکارنے والے نے، اے قافلے والو! یقیناً تم لوگ چور ہو۔ کہا یوسفؑ کے بھائیوں نے، آپ لوگ کیا تلاش کررہے ہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیالہ تلاش کررہے ہیں، جو کوئی بھی اُسے لے آیا اُسے ایک راشن انعام کے طور پر دیا جائے گی اور میں اِس پر ضامن ہوں''۔

122- جرم کی تفتیش کے دوران تعاون کرنے پر انعام دینا جائز ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾

''یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ ہم زمین کے اندر کوئی فساد مچانے کے لیے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں۔ خادمین نے کہا کیا بدلہ ہوگا اُس کا اگر تم جھوٹے ہو۔ اُنہوں نے کہا اُس کا بدلہ یہ ہوگا کہ جس کے تھیلے میں وہ پیالہ پایا گیا وہ خود ہی اُس کا بدلہ ہوگا، ہم ظالموں کو اِسی طرح سے سزا دیتے ہیں''۔

123- اِس آیت سے ایک انٹرنیشنل لا (بین الاقوامی قانون) کا جواز بنتا ہے اور وہ یہ کہ کسی غیر ملکی شخص کا فیصلہ اُس کے ملکی قانون کے مطابق کیا جاسکتا ہے۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾

''پھر یوسفؑ نے تلاشی شروع کی اُن کے سامان کی اپنے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے، تو پھر اُس پیالے کو نکال لیا اپنے بھائی کے سامان میں سے، یہ تدبیر حضرت یوسفؑ کو ہم نے سکھائی تھی، اُن کے لیے ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون کے تحت روک سکیں، سوائے اُس کے جو اللہ چاہے، اور ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں، اور ہر صاحب علم کے اوپر ایک اور علم رکھنے والا ہے''۔

124- اللہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ اُس نے تو حضرت یوسفؑ کو صرف یہ حکم دیا تھا کہ پیالہ بھائی کے سامان میں رکھ دو۔ اُنہیں علم نہ تھا کہ اِس عمل کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ جو نتیجہ نکلا اللہ پہلے سے اُس سے باخبر تھا۔

125- دین کے بنیادی معنی بدلہ ہیں۔ بدلہ کسی قانون کے تحت ہوتا ہے لہٰذا قانون کے لیے بھی لفظ دین استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اِس آیت میں ہوا ہے۔

قَالُوۡۤا اِنۡ يَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ‌ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوۡسُفُ فِىۡ نَفۡسِهٖ وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡ‌ ۚ قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّكَانًا‌ ۚ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ ﴿۷۷﴾

''یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا اگر اِس نے چوری کی ہے، تو اِس سے پہلے اِس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے، یوسفؑ نے اپنے جی میں اصل بات کو چھپایا اور اُن پر ظاہر نہ کیا، (اپنے جی میں) کہا کہ تم ہی درجے کے اعتبار سے بدتر ہو اور اللہ جانتا ہے جو جھوٹ تم گھڑ رہے ہو''۔

126- بھائیوں نے زیادتی بھی کی اور اب حضرت یوسفؑ پر تہمت بھی لگا رہے ہیں لیکن حضرت یوسفؑ کی اعلیٰ ظرفی اور کمالِ صبر وتحمل دیکھیے کہ انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود بیقابو نہ ہوئے اور خاموش رہے۔

قَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا الۡعَزِيۡزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيۡخًا كَبِيۡرًا فَخُذۡ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ‌ ۚ اِنَّا نَرٰٮكَ مِنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنۡ نَّاۡخُذَ اِلَّا مَنۡ وَّجَدۡنَا مَتَاعَنَا عِنۡدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوۡنَ ﴿۷۹﴾

''اُنہوں نے کہا کہ اے عزیز! یقیناً اِس کے والد بہت بوڑھے ہیں، تو آپ اِس کی جگہ ہم میں سے کسی کو لے لیجیے، بے شک ہم آپ کو نیکو کاروں میں سے دیکھتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے کہا اللہ کی پناہ، ہم کسی اور کو رکھ لیں بجائے اُس کے جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا، بے شک اِس صورت میں تو ہم ہو جائیں گے ظلم کرنے والوں میں سے''۔

127- حضرت یوسفؑ نے بھائی کو چور نہیں کہا بلکہ کہا ''جس کے پاس ہم نے اپنا گم شدہ مال پایا''۔ گویا احتیاط کی اور بھائی پر کوئی تہمت نہیں لگائی۔

128- سزا اُس کو نہیں ملنی چاہیئے جس کا جرم سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

بیسواں منظر .... آیت ۸۰

برادرانِ یوسفؑ کو بڑے بھائی کی ملامت

فَلَمَّا اسۡتَاۡيۡــَٔسُوۡا مِنۡهُ خَلَصُوۡا نَجِيًّا‌ ؕ قَالَ كَبِيۡرُهُمۡ اَلَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اَبَاكُمۡ قَدۡ اَخَذَ عَلَيۡكُمۡ مَّوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنۡ قَبۡلُ مَا فَرَّطْتُّمۡ فِىۡ يُوۡسُفَ‌ ۚ فَلَنۡ اَبۡرَحَ الۡاَرۡضَ حَتّٰى يَاۡذَنَ لِىۡۤ اَبِىۡۤ اَوۡ يَحۡكُمَ اللّٰهُ لِىۡ‌ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ﴿۸۰﴾

''پھر جب وہ یوسفؑ سے مایوس ہو گئے تو اُنہوں نے تنہائی میں مشورہ کیا۔ کہا اُن میں سے بڑے نے کیا تم نہیں جانتے نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے اللہ کو گواہ بناتے ہوئے عہد لیا تھا؟ اور اِس سے پہلے تم یوسفؑ کے معاملہ میں کیا زیادتی کر چکے ہو، میں تو اِس سرزمین سے ہرگز نہیں جاؤں گا، یہاں تک کہ مجھے اجازت دے دیں میرے والد یا اللہ میرے لیے کوئی فیصلہ فرما دے، اور اللہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے''۔

اکیسواں منظر .... آیات ۸۱تا۸۷

حضرت یعقوبؑ کا غم و یاس لیکن اللہ سے امید

اِرۡجِعُوۡۤا اِلٰٓى اَبِيۡكُمۡ فَقُوۡلُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابۡنَكَ سَرَقَ‌ ۚ وَمَا شَهِدۡنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمۡنَا وَمَا كُنَّا لِلۡغَيۡبِ حٰفِظِيۡنَ ﴿۸۱﴾ وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡيَةَ

الَّتِیُ کُنَّا فِیۡھَا وَالۡعِیۡرَ الَّتِیۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِیۡھَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلۡ سَوَّلَتۡ لَکُمۡ اَنۡفُسُکُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِیۡلٌ ؕ عَسَی اللّٰہُ اَنۡ

یَّاۡتِیَنِیۡ بِھِمۡ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۸۳﴾

''لوٹ جاؤ اپنے والد کی طرف اور جا کر کہو، اے ابا جان! بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے، اور ہم اس پر گواہ نہیں ہیں مگر جو کچھ ہم جانتے ہیں، اور ہم غیب کی باتوں کے نگران نہیں ہیں۔ اور پوچھ لیجئے اُس بستی والوں سے جس میں ہم تھے اور اُن قافلے والوں سے جن کے ساتھ ہم آئے ہیں اور یقیناً ہم سچے ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا! نہیں بلکہ تمہارے جیوں نے یہ بات گھڑ لی ہے اور اب خوبصورت صبر ہی بہتر ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن تینوں کو میرے پاس لے آئے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور کمالِ حکمت والا ہے''۔

129- حضرت یعقوبؑ نے اِس بار بھی یہ سمجھا کہ اُن کے بیٹوں نے اپنی طرف سے کوئی بات بنالی ہے۔ نبی بھی انسان تھے اور خلافِ واقعہ نتیجہ اخذ کر لیتے تھے البتہ اللہ تعالیٰ اُنہیں متوجہ فرما دیتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاَنَّکُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ اِلَیّ وَلَعَلّ بَعۡضَکُمۡ اَنۡ یَّکُوۡنَ اَلۡحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنۡ بَعۡضٍ فَاَقۡضِیَ لَہٗ عَلٰی نَحۡوِ مِمَّا اَسۡمَعُ مِنۡہُ فَمَنۡ

قَضَیۡتُ لَہٗ مِنۡ حَقِ اَخِیۡہِ شَیۡئاً فَلاَ یَاۡخُذۡ مِنۡہُ شَیۡئاً فَاِنَّمَا اَقۡطَعُ لَہٗ قِطۡعَۃً مِّنَ النَّارِ

''میں بہر حال ایک انسان ہی تو ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ تم ایک مقدمہ میرے پاس لاؤ اور تم میں سے ایک فریق دوسرے کی بہ نسبت زیادہ چرب زبان ہو اور اُس کے دلائل سُن کر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اگر اِس طرح اپنے کسی بھائی کے حق میں سے کوئی چیز تم نے میرے فیصلہ کے ذریعے حاصل کی ،تو دراصل تم دوزخ کا ایک ٹکڑا حاصل کرو گے''۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

130- حضرت یعقوبؑ کا طرزِ عمل یہ سبق دیتا ہے کہ ہر صدمہ پر صبرِ جمیل کیا جائے اور اللہ سے حسنِ ظن اور امید کا دامن نہ چھوڑا جائے۔

وَتَوَلّٰی عَنۡھُمۡ وَقَالَ یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ وَابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰہُ مِنَ الۡحُزۡنِ فَھُوَ کَظِیۡمٌ ﴿۸۴﴾

''اور پھر حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے رخ پھیر لیا اور کہا ہائے افسوس ہے یوسفؑ پر، اور اُن کی آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہوگئی تھی رو رو کر، اور وہ اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے''۔

131- غصہ پی جانا انبیاء کرامؑ کی سنت ہے۔

قَالُوۡا تَاللّٰہِ تَفۡتَؤُا تَذۡکُرُ یُوۡسُفَ حَتّٰی تَکُوۡنَ حَرَضًا اَوۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡھٰلِکِیۡنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ

وَاَعۡلَمُ

مِنَ اللّٰہِ مَالاَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۶﴾

''بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپ تو برابر ہی یوسفؑ کا ذکر کرتے رہیں گے، یہاں تک آپ بالکل ہی گھل جائیں گے یا ہلاک ہوجائیں گے۔ اُنہوں نے کہا میں تو اپنے غم اور دکھ کا شکوہ کرتا ہوں اللہ سے اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے''۔

132- اپنے دکھوں کی فریاد اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔

133- حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کے خواب کی بنیاد پر جانتے تھے کہ حضرت یوسفؑ زندہ ہیں اور نوازے جائیں گے لیکن غمگین تھے کہ نہ جانے اِس وقت وہ کہاں اور کس حال میں ہیں؟

یٰبَنِیَّ اذۡھَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَاَخِیۡہِ وَلَا تَایۡئَسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یَایۡئَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۷﴾

''اے میرے بیٹو! جاؤ پھر تلاش کرو یوسفؑ کو اور اُس کے بھائی کو بھی اور دیکھنا کبھی بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے

بمگر کافر''۔

134-''مایوسی کفر ہے''۔یہ حقیقت اِسی آیت سے اخذ شدہ ہے۔

نہ ہو نو امید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں

(اقبال)

امتحاں سخت سہی پر دلِ مومن ہی وہ کیا
جو ہر اِک حال میں امید سے معمور نہیں

(مولانا محمد علی جوہر)

ہر حال میں رہا جو تیرا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

(حسرت موہانی)

135-اِس پُر زور اور تاکیدی اسلوب کلام کی ضرورت اِس لیے تھی کہ اُنہی بیٹوں سے کام لینا تھا جو حضرت یوسفؑ کی بھیڑیے کے ذریعہ ہلاکت اور بنیامین کے قبضہ سے مالِ مسروقہ کے برآمد ہونے کی خبر دے چکے تھے۔

بائیسواں منظر آیات۸۸تا۹۳

حضرت یوسفؑ کے حضور بھائیوں کی عاجزانہ گفتگو

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَاأَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ﴿۸۹﴾

''پھر جب وہ یوسفؑ کے سامنے حاضر ہوئے، اُنہوں نے کہا اے عزیز! ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو بڑی تکلیف پہنچی ہے، اور اب ہم جو قیمت لائے ہیں وہ بھی ناقص ہے، پس ہمیں راشن تو پورا پورا دے دو اور کچھ ہم پر صدقہ کر دو، بے شک اللہ صدقہ کرنے والوں کو بدلہ عطا فرماتا ہے۔ یوسفؑ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کیا کیا تھا یوسفؑ اور اُس کے بھائی کے ساتھ، جبکہ تم لوگ جاہل تھے؟''۔

136- حضرت یوسفؑ کے اخلاق کی بلندی ملاحظہ فرمائیے۔ جرم سے آگاہ کیا تاکہ اصلاح ہو لیکن نہ ملامت کی اور نہ ہی کسی برے لقب سے پکارا بلکہ فرمایا تم نے یہ حرکت اُس وقت کی تھی جب تم نادان تھے۔

قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ ؕ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي ۖ قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا ؕ إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۰﴾

''اُنہوں نے کہا کیا آپ یوسفؑ ہیں؟ یوسفؑ نے فرمایا ہاں! میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر احسان کیا، بے شک جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے، تو اللہ ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

137- مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا میں حضرت یوسفؑ نے سب ہی بھائیوں کو شامل فرما لیا تاکہ اُن کو اپنے کیے پر ہونے والی پشیمانی کے اضطراب سے بچایا جائے اور انکساری و تواضع کے تحت اپنی مدح وستائش سے پرہیز کیا جائے۔

138- تقویٰ اور صبر سے انسان حاسدوں کے وار سے محفوظ رہتا ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ﴿٩١﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٩٢﴾

''اُنہوں نے کہا اللہ کی قسم یقیناً اللہ نے آپ کو ہم پر ترجیح دی اور یقیناً ہم خطا کار تھے۔ یوسفؑ نے فرمایا نہیں، آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تمہیں معاف فرمائے، اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے''۔

139- حضرت یوسفؑ نے نہ صرف اپنی طرف سے عفو و درگزر کا اعلان فرمایا، بلکہ شرمسار بھائیوں کو غفرانِ رحمٰن کا بھی امیدوار ٹھہرایا اور اُن کو اللہ تعالیٰ کے اُس اسمِ معظم کی تعلیم دی جو بندہ کو رحم اور رحمتِ ربانی کا مستحق ٹھہراتا ہے۔ وہ اسم معظم ''ارحم الراحمین'' ہے۔

140- ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ اُسے اپنے افضال لامتناہی سے شادکام فرمائے تو حاسدوں اور دشمنوں، بدخواہوں اور بداندیشوں کے ساتھ عفو اور درگزر کا سلوک کرے جیسے حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں اور فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کے ساتھ کیا۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾

''میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا، وہ میرے پاس آئیں گے دیکھتے ہوئے اور اپنے سب کے سب گھر والوں کو بھی میرے پاس لے آؤ''۔

تیئسواں منظر .... آیات ۹۴ تا ۹۸

حضرت یعقوبؑ کی آزمائش کا حسین اختتام

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾

''اور جب یہ قافلہ مصر سے روانہ ہو، فرمایا یعقوبؑ نے میں تو یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں، خواہ تم یہ کہو کہ میں بڑھاپے میں سٹھیا گیا ہوں۔ اُنہوں نے کہا اللہ کی قسم آپ تو پرانی بھول میں ہیں''۔

141- اللہ کی قدرت، جب حضرت یوسفؑ گھر کے قریب کنوئیں میں تھے تو حضرت یعقوبؑ کو معلوم نہ ہوا اور اب جب حضرت یوسفؑ سیکڑوں میل دور مصر میں ہیں تو حضرت یعقوبؑ اُن کی مہک سے معطر ہو رہے ہیں۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾

''پھر جب آیا ایک بشارت دینے والا اور اُس نے یوسفؑ کا کرتہ یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالا تو وہ دوبارہ ہو گئے دیکھنے والے۔ فرمایا یعقوبؑ نے میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بے شک میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے''۔

142- ایک وہ کرتہ تھا جسے دیکھ کر حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں میں جہاں تاریک ہو گیا تھا اور ایک یہ کرتہ ہے جسے منہ پر ڈالنے سے آنکھوں کا نور لوٹ آیا۔ یہ دونوں کرتے حضرت یوسفؑ ہی کے جسم کے تھے اور اِن دونوں کے لانے والے فرزندان یعقوبؑ ہی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ فضیلت کرتے کی ہے اور نہ لانے والے کی۔ مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ جب چاہے کسی شے کی تاثیر بدل دیتا ہے۔

قَالُوۡا یٰۤاَبَانَا اسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَاۤ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیۡنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۹۸﴾

''بیٹوں نے کہا ابا جان! ہمارے لیے گناہوں کی بخشش طلب فرمائیے، بے شک ہم خطا کار تھے۔ یعقوبؑ نے کہا کہ میں عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے بخشش مانگوں گا، بے شک وہ ہے ہی بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا''۔

143- حضرت یعقوبؑ نے فوری استغفار کی دعا کرنے کا وعدہ نہیں کیا کیونکہ زیادتی کی گئی تھی حضرت یوسفؑ کے ساتھ اور یہ معاملہ حقوق العباد کا ہے۔ بخشش کی دعا اُسی وقت قبول ہونے کا امکان ہے جب وہ شخص معاف کر دے جس کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔

چوبیسواں منظر .... آیات ۹۹ تا ۱۰۰

بنو اسرائیل کی مصر کی طرف ہجرت

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡہِ اَبَوَیۡہِ وَ قَالَ ادۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ﴿۹۹﴾

''جب وہ سب کے سب حاضر ہوئے یوسفؑ کے سامنے، تو یوسفؑ نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ تم سب داخل ہو جاؤ مصر میں اگر اللہ نے چاہا تو پورے امن کے ساتھ''۔

144- والدین کا اعزاز و اکرام کرنا انبیاء کرامؑ کی سنت ہے۔

145- سوتیلی ماں کا ایسا ہی احترام کیا جائے جیسے حقیقی ماں کا کیا جاتا ہے۔ تورات اور تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت یوسفؑ کی والدہ کا انتقال تو بنیامین کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ہی ہو چکا تھا۔ اب اُن کی خالہ تھیں جو حضرت یعقوبؑ کے نکاح میں تھیں اور وہ حضرت یعقوبؑ کے ساتھ مصر گئی تھیں۔ حضرت یوسفؑ نے اُن کا بھی ویسا ہی اکرام کیا جیسا اپنے والدِ ماجد کا کیا۔

وَ رَفَعَ اَبَوَیۡہِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَ خَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ ہٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ ۫ قَدۡ جَعَلَہَا رَبِّیۡ حَقًّا ؕ وَ قَدۡ اَحۡسَنَ بِیۡۤ اِذۡ اَخۡرَجَنِیۡ مِنَ السِّجۡنِ وَ جَآءَ بِکُمۡ مِّنَ الۡبَدۡوِ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ نَّزَغَ الشَّیۡطٰنُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَ اِخۡوَتِیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۰۰﴾

''اور یوسفؑ نے اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھا لیا تخت پر اور وہ سب کے سب ہو گئے یوسفؑ کے لیے سجدہ ریز، اور یوسفؑ نے کہا کہ اے ابا جان! یہ ہے میرے اُس خواب کی تعبیر جو کہ میں نے اِس سے پہلے دیکھا تھا، میرے رب نے اُسے سچا کر دکھایا اور اُس نے مجھ پر بڑا احسان کیا، جب کہ اُس نے مجھے قید خانے سے نکالا اور آپ سب کو لے آیا گاؤں سے، اِس کے بعد کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈال دی تھی۔ بے شک میرا رب جو چاہتا ہے اُس کے لیے بڑا باریک بین ہے، بے شک وہ سب کچھ جاننے والا اور کمالِ حکمت والا ہے''۔

146- قدرتاً و فطرتاً اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنے سے برتر و خوش تر حالت میں دیکھ کر شادمان ہو سکتا ہے تو وہ والدین ہی ہیں۔ بیٹا اپنے والدین سے علم و فضل، مرتبہ و مقام یا دولت و اقبال ظاہری میں خواہ کتنا ہی زیادہ بڑھ جائے، ماں باپ کو اِس کی ترقی پر ہرگز حسد نہ ہوگا بلکہ اُن کی مسرت و شادمانی میں بھی اِسی اعتبار سے ترقی ہوتی رہتی ہے۔

147- سچے مومن کی سیرت کا عجیب دلکش نقشہ حضرت یوسفؑ کے طرزِ عمل میں نظر آتا ہے۔ والدین سے ملاقات میں بھائیوں کے حوالے سے کوئی گلہ یا شکوہ نہیں کیا، نہ ہی اپنے دیگر دکھوں کی داستانِ غم سنائی بلکہ اللہ کی نعمتوں پر شکر کا بیان کیا۔

148- قید خانہ کا ذکر کیا لیکن کنویں کا ذکر نہیں کیا تا کہ بھائی شرمندہ نہ ہوں۔

149- الزام بھائیوں کو نہیں بلکہ شیطان کو دیا۔ گویا بھائیوں کی طرف سے زیادتی کی صفائی بھی خود ہی پیش کر دی۔

150- اللہ کی تدبیریں بڑی دور رس ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹا سا واقعہ ایک بڑی تبدیلی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ شر میں سے اللہ خیر ظاہر فرما دیتا ہے۔

پچیسواں منظر .... آیت ۱۰۱

حضرت یوسفؑ کی ایمان افروز دعا

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اَنْتَ وَلِىّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

''اے میرے رب تو نے مجھے بادشاہت میں سے عطا فرمایا اور خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا ساتھی ہے دنیا اور آخرت میں۔ مجھے وفات دیجیو حالتِ فرمانبرداری میں اور مجھے ملا دیجیو نیکوکاروں کے ساتھ''۔

151- اللہ سے دعائیں انبیاء کرامؑ کے معمول میں شامل رہتی تھیں۔ وہ اپنی ضروریات و حاجات دنیوی و اخروی کے لیے اللہ ہی کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے تھے۔

152- اِس آیت میں دعا کے آداب کا بیان آیا ہے۔ حضرت یوسفؑ نے دعا میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے احساناتِ مادی و روحانی کا اعتراف کیا، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر اپنی عاجزی اور اللہ کی بڑائی کا اظہار کیا اور آخر میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کے حوالے سے بھلائی طلب کی۔

153- حضرت یوسفؑ دعا میں حکومت کا ذکر بطور نعمت فرما رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کوئی بری چیز نہیں۔ ہاں برے شخصوں کے پاس جا کر یہ بھی بری بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نور آیت ۵۵ میں خلافتِ ارضی کا خود وعدہ فرمایا اور اِسے ایمان اور عمل صالح سے مشروط کیا۔

154- حکومت سے بڑھ کر علمِ صحیح کا درجہ ہے۔ اس دعا میں اِسے ''تاویل الاحادیث'' کہہ کر تعبیر کیا گیا ہے لیکن اِن میں سے ہر ایک کا جمال و کمال اُس وقت جلوہ گر ہوتا ہے جب کوئی شخص اِن ہر دو کا جامع ہوتا ہے۔

155- حضرت یوسفؑ کی اِس دعا سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اُنہوں نے موت کی دعا مانگی ہے۔ اُنہوں نے ایسی زندگی کی دعا مانگی ہے جس کا خاتمہ اسلام پر ہو۔

مؤثر اختتام .... آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

''اے نبی ﷺ یہ ہیں غیب کی خبریں جو ہم آپ ﷺ کی طرف وحی کرتے ہیں، آپ ﷺ تو اُس وقت ان کے پاس موجود نہیں تھے جبکہ وہ اتفاق کر رہے تھے اپنے ایک منصوبے پر اور جبکہ وہ سازشیں کر رہے تھے''۔

156- کل غیب کا علم صرف اور صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

157- نبی اکرم ﷺ کی رسالت کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ اُن پر غیب کی خبریں وحی فرما رہا ہے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

''اورا ے نبی ﷺ لوگ کی اکثریت خواہ آپ ﷺ کتنی ہی خواہش کریں ایمان لانے والی نہیں ہے''۔

158- انبیاء کرامؑ اور اللہ کے دیگر نیک بندے شدید خواہش رکھتے ہیں کہ لوگ حق قبول کرلیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

اَنْتُمْ تَتَہَا فَتُوْنَ کَتَہَا فَتِ الْفَرَاشَۃِ عَلَی النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌبِکُمْ الْحُجَزَ

''تم تو آگ میں اِس طرح گرے پڑتے ہو جیسے پروانے گرا کرتے ہیں اور میں

تم کو کمر سے پکڑ پکڑ کر جہنم سے پرے ہٹا رہا ہوں''۔ (العراقی)

159- ہر دور میں اکثریت حق قبول نہیں کرتی۔ داعی کو ذہنی طور پر اِس کے لیے تیار رہنا چاہیئے۔ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾

''اورا ے نبی ﷺ آپ اِن سے اِس تبلیغ پر کوئی اجر تو نہیں مانگ رہے، یہ قرآنِ کریم نہیں ہے مگر تمام جہان والوں کے لیے نصیحت''۔

160- انبیاء کرام کی تبلیغ بے لوث اور بغیر کسی غرض کے ہوتی ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾

''اور کتنی ہی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں یہ اُن پر سے گزرتے ہیں لیکن یہ پھر بھی اُن سے اعراض کرتے ہیں''۔

161- حضرت یوسفؑ کا یہ واقعہ قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے لیکن زمین و آسمان میں اور بھی بڑی بڑی نشانیاں ہیں جن کا مشاہدہ و تجربہ لوگ کرتے ہیں لیکن پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾

''اور اُن میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر ساتھ ہی شرک بھی کرنے والے ہوتے ہیں''۔

162- اللہ کو ماننے والوں کی اکثریت کسی نہ کسی قسم کا شرک کرتی ہے۔

163- اب بھی ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جنھوں نے ''ایاک نعبد وایاک نستعین'' کے معنی نہیں سمجھے اور وہ بزرگوں کی قبروں اور استھانوں پر جا کر وہی کچھ کرتے ہیں جو مشرکین مکہ بتوں اور استھانوں پر کرتے تھے۔ شرک کی کئی اور صورتیں بھی ہیں جن میں مسلمان ملوث ہیں۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾

''کیا یہ اِس بات سے بے خوف ہیں کہ اُن پر اللہ کے عذاب کی کوئی آفت آجائے یا اُن پر اچانک قیامت آجائے جبکہ اُنہیں اِس کی خبر تک نہ ہو''۔

164- ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے کہ مہلتِ عمل کسی بھی وقت ختم ہو سکتی ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾

''اے نبی ﷺ کہہ دیجیے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں بلاؤں اللہ کی طرف، اور میں اِس حوالے سے پوری طرح سے بصیرت پر ہوں اور وہ بھی جو کہ میری پیروی کرنے والا ہے اور پاک تو صرف اللہ ہے اور میں اُس کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والا نہیں ہوں''۔

165- دعوت الی اللہ اعلیٰ ترین عمل اور نبی ﷺ کا راستہ ہے۔

166- ''عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا'' کا مفہوم یہ ہے کہ مجھے شعور ہے کہ دعوت الی اللہ کا عمل میرے لیے بھی اور مخاطب کے لیے بھی انتہائی خیر کثیر کا حامل ہے۔ مخاطب کو جہنم

سے بچا کر جنت میں لے جانے والا اور میرے لیے صدقہ ٔجاریہ ہے۔

167-اتباعِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم بھی دعوت الی اللہ کے مشن میں مال اور جان لگانے پر کمر بستہ ہو جائیں۔

168- داعی صاف صاف اعلان کر دے کہ دوسروں کو دعوت دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خود بڑا پارسا ہے بلکہ پاک تو صرف اللہ ہے یعنی بے عیب ذات صرف اللہ ہی کی ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰى ؕ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾

''اے نبی ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے نہیں بھیجا مگر مردوں ہی کو اور ہم اُن کی طرف وحی کرتے تھے بستی والوں میں سے، تو کیا وہ زمین میں چلتے پھرتے نہیں ہیں کہ وہ دیکھیں کیا انجام ہوا اُن لوگوں کا جو کہ ان سے پہلے گزرے، اور یقیناً آخرت کا گھر بہتر ہے اُن لوگوں کے لیے جو کہ اللہ کی نافرمانی سے بچیں، تو کیا تم غور نہیں کرتے''۔

169- اللہ نے نبی مردوں ہی کو بنایا اور عورتوں کو نہیں۔

170- انبیاءِ کرام انسان ہوتے ہیں، لہٰذا اُن کی اتباع کی جا سکتی ہے۔

171- آخرت کی نعمتیں متقین کے لیے ہیں۔

172- دنیا سے عالمِ آخرت اِس لیے بہتر ہے کہ وہاں کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے بڑھیا ہیں اور اُن سے استفادہ دائمی ہے، وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى۔

حَتّٰۤى اِذَا اسۡتَايۡـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا ۙ فَنُجِّىَ مَنۡ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاۡسُنَا عَنِ الۡقَوۡمِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۱۱۰﴾

''اور یہاں تک کہ جب رسول نا امید ہو گئے اور اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ اُن کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے، تو پھر آ گئی اُن تک ہماری مدد، پھر ہم نے بچا لیا جس کو ہم نے چاہا، اور ہماری سختی مجرم قوم سے پھیری نہیں جا سکتی''۔

173-رسول مایوس ہو گئے (اپنی قوموں سے) اور اُنھوں (یعنی قوموں) نے خیال کیا کہ اُنہیں عذاب کے جھوٹے ڈراوے دیے گئے ہیں۔

174-اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ مجرموں کو اُن کے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔

لَقَدۡ كَانَ فِىۡ قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٌ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيۡثًا يُّفۡتَرٰى وَلٰكِنۡ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ كُلِّ شَىۡءٍ ص وَّهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

''یقیناً ان کے یہ تمام احوال سنانے میں ایک سبق آموزی کا سامان ہے غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔ یہ قرآن کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جسے گھڑ لیا جائے اور لیکن یہ تو تصدیق ہے اُس کلام کی جو کہ اِس سے پہلے موجود ہے (تورات زبور اور انجیل میں سے) اور یہ قرآن ہر چیز کی وضاحت ہے اور یہ ہدایت ہے اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لانا چاہیں''۔

175- واقعاتِ قرآنی کا بیان اولوالالباب کے لیے اِس اعتبار سے سبق آموزی کا ذریعہ ہے کہ یہ اُن کے سامنے زمانہ ماضی کو ایسی صورت میں پیش کرتا ہے جس سے زمانہ مستقبل میں فائدہ، نفع اور نصیحت حاصل کی جا سکے۔

176- قرآنِ حکیم میں ہر اُس بات کی تفصیل موجود ہے جو انسان کی ہدایت کے لیے ضروری ہے۔

اللہ کی پسند اور ناپسند

اِنَّ اللّٰہَ یَرْضٰی لَکُمْ ثَلاَثاً وَّیَکْرَہُ لَکُمْ ثَلاَثاً فَیَرْضٰی لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئاً وَّاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوْا وَیَکْرَہُ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ (مسلم)

’’بے شک اللہ نے پسند کیا تمہارے لیے تین باتوں کو اور ناپسند کیا تمہارے لیے تین باتوں کو، پس اُس نے پسند کیا تمہارے لیے کہ تم اُس کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اللہ کی رسی (یعنی قرآنِ حکیم) کو مضبوطی سے تھام لو اور اُس نے ناپسند کیا تمہارے لیے زیادہ بحث کرنے اور زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو‘‘۔

www.quranacademy.com

www.tanzeem.org

www.hamditabligh.net